رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ط

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اک دن دیکھنا | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں ہوں

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا (الہام مسیح موعود)

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

مضامین بنام اڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

الفضل

ہفتہ میں دوبار شائع ہوتا ہے

آخری زمانہ میں ایک رسول مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

جلد ۳ | ۲۵ اپریل ۱۹۱۶ء | سہ شنبہ | مطابق ۲۲ جمادی الآخر ۱۳۳۴ھ | نمبر ۱۰۹

مدینۃ المسیح علیہ السلام

(۱) حضرت فضل عمر کی طبیعت جمعرات کو زیادہ ناساز ہوگئی۔ آپ جمعہ پڑھانے کیلئے بھی تشریف نہ لے جا سکے۔ ۲۳ اپریل مغرب کی نماز خود پڑھائی ہے نسبتاً آرام ہے (۲) جمعہ مولانا قاضی امیر حسین صاحب نے پڑھایا بعد از نماز جمعہ سید انعام اللہ شاہ صاحب سیالکوٹی کا نکاح انبالہ کے ایک سید صاحب کی لڑکی انعام فاطمہ نام سے دو سو روپے مہر پر حسب ارشاد خلیفۃ ثانی پڑھا گیا۔ خدا مبارک کرے (۳) بہت سے دوست تشریف لائے۔ لاہور سے میاں محمد شریف وکیل۔ بابو غلام محمد صاحب فورمین ریلوے۔ میر فضل صاحب صوفی نبی بخش صاحب مستری موسیٰ صاحب۔ حافظ علاء الدین صاحب۔ برادر عبد العزیز صاحب۔ بدر الدین احمد صاحب۔ سیالکوٹ سے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر۔ چوہدری مولا بخش صاحب بھٹی۔ نبی بخش صاحب وغیرہم

اخبار احمدیہ

ایک روحانی بیمار نے شفا پائی

حضرت فضل عمر نے دسمبر کے جلسے میں فرمایا تھا جسمانی بیماریوں کیلئے تو مجھے لکھتے ہیں مگر روحانی بیماریوں سے شفا پانیکی طرف بہت کم توجہ ہے۔ ایک صاحب نے عرضی گذرانی کہ افیون کھانیکی عادت ہے دعا فرمائیے یہ عادت چھٹ جائے حضور نے دعا و عقد ہمت سے توجہ تام فرمائی یہ صاحب چالیس برس سے اس کے عادی تھے۔ دن میں چار بار کھاتے۔ ساٹھ گولیوں تک نوبت پہنچ چکی تھی اور اس سے دُکنی کرنیکی طاقت و خواہش اپنے اندر پاتے تھے۔ دعا کے بعد انھوں نے افیون کم کرنی شروع کی۔ بعض لوگوں نے انھیں کہا کہ اگر چھوڑ دوگے تو ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ حالات بھی کچھ ایسے ہی تھے مگر خدا نے فضل کیا اور ۲۰ اپریل کو انھوں نے اطلاع دی ہے کہ الحمد للہ اللہ کریم جلشانہ کے خاص فضل سے جسکی جاذب حضور انور کی خاص دُعائیں ہیں چار یوم سے افیون بالکل ترک کر چکا ہوں اسوقت تک کچھ تکلیف محسوس نہیں ہوئی اور نہ افیون کھانے کی خواہش ہی دل میں گذری۔ یہ نشہ میرا جزو بدن ہو چکا تھا۔ اور میں اور میرے واقف کار اس کا چھوٹنا ناممکن سمجھتے تھے آپکی دُعاؤں نے ممکن کر دیا۔ اب افیون کا تمام خرچ ماہواری اشاعت اسلام میں دیا کرونگا

یہ صاحب ہفتہ میں دو یا تین بار دُعا کے لئے یاد دلاتے تھے آخری خط میں انھوں نے لکھا اب دو گولیاں رہ گئی ہیں انکے چھوڑنے سے تو جان جانے کا خوف ہے حضور نے لکھوایا کہ میں دُعا کر رہا ہوں اور وہ وقت قریب ہے کہ آپ یہ بھی چھوڑ دیں اس کے آٹھ دس روز بعد مذکورہ بالا خط آیا ✦

گوڑیالہ میں مباحثہ

مولوی فضلدین صاحب مختار و مولوی محمد ابراہیم صاحب حسب ذیل کیفیت لکھتے ہیں۔ جمعہ کے روز بعد از نماز جمعہ کھاریاں

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا)

سے گوئریالہ گئے رات کو پہنچے اس لئے کوئی کارروائی نہ ہوئی ہفتہ کی صبح فریق ثانی کے مولوی محمد حسین نامی کے پاس ہماری طرف سے پیام گیا کہ ہم آگئے ہیں کارروائی شروع کی جاوے۔ مگر اس نے کہا کہ بعض علماء کو بلایا ہے وہ آجاویں تب مناظرہ ہوگا اور چونکہ وہ آج نہیں آسکتے اس لئے کل پر ملتوی ہو اسکے بعد حفظ امن کے واسطے وہ کے بعض معززین کے انگوٹھے لگوانے کی جو تجویز منظور ہوچکی ہوئی تھی۔ اسکے مطابق انگوٹھوں کے لگوانے کو کہا گیا اسپر فریق ثانی نے اسقدر لیت ولعل کیا کہ شام کے وقت یہ مشہور ہوگیا کہ غیر احمدی مولوی مناظرہ سے فرار کر رہا ہے رات کو وعظ ہوا مگر فریق ثانی کا مولوی چونکہ کئی روز پیشتر سے آیا ہوا تھا اور اس نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق سخت مخالفت پھیلائی ہوئی تھی اس لئے ان کا کوئی آدمی احمدیوں کے وعظ میں شامل نہ ہوا۔ دوسرے فریق کے مولوی کے فرار کی شہرت ہوجانے کی وجہ سے غیر احمدیوں نے پھر چاہا کہ مناظرہ ہو چنانچہ اسکے مطابق اتوار کی رات کو حفظ امن کی غرض سے وہ کے معززین کے انگوٹھے لگوانے کی بابت جھگڑا رہا۔ آخر فیصلہ ہوا کہ صبح مناظرہ ہو۔ ۱۲ بجے کے قریب مجلس میں ہر دو فریق پہنچ گئے تو تنازعہ پیدا ہوگیا کہ مناظرہ کا وقت ہر مقرر کی تقریر کے واسطے کتنا ہو فریق ثانی کو ہماری طرف سے پہلے ۲ گھنٹے پھر ڈیڑھ گھنٹہ پھر ایک گھنٹہ پھر آدھ گھنٹہ تک کہا گیا مگر مولوی محمد حسین مناظر غیر احمدیاں نے پہلے یہ اصرار کیا کہ پانچ پانچ منٹ ہوں پھر زور دینے پر دس منٹ ہوں پھر اصرار کیا کہ ۱۵ منٹ سے زیادہ وقت نہیں مقرر نہیں ہو سکتا۔ دوسرا امر غیر احمدی مولوی نے یہ پیش کیا کہ صرف ایک ہی آیت پر بحث ہوگی اسی سے وفات نکالی جاوے اور اسی سے حیات۔ دوسری کوئی آیت حیات و وفات مسیح میں نہ پڑھی جاوے۔ اسپر بہت دیر تک مباحثہ ہوا مگر کچھ فیصلہ نہ ہوسکنے کی وجہ سے [illegible] نے مجلس مباحثہ کو برخاست کیا۔ واپسی پر جب ہم یہاں پہنچے تو مولوی غلام احمد [illegible] گاؤں سے بعض آدمی ہمارے پاس آئے کہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ ہمارے گاؤں میں مباحثہ ہو جائے ہم مولوی محمد حسین مناظر غیر احمدیاں کو یہاں ہی بلوالیتے ہیں اسپر ہم نے مولوی غلام احمد صاحب کے نام ایک تحریر لکھی بھیجی جس میں لکھا کہ ہمیں مباحثہ منظور ہے اور ہم آپ کا چیلنج منظور کرتے ہیں لیکن مقام مباحثہ اب کھاریاں ہو کیونکہ وہاں ہر طرح سے حفظ امن وغیرہ کا انتظام ہو سکتا ہے دوسرا امر یہ کہا کہ چونکہ ہمارے دوست جو گوئریالہ میں مباحثہ سننے کے واسطے جمع ہوئے تھے وہ چلے گئے ہیں اس لئے کوئی اور مناسب تاریخ مقرر کی جاوے جسپر وہ جمع ہو سکیں اور اسوقت تک کھاریاں کی جماعت بھی خرچ وغیرہ کا بندوبست کر لے لیکن اس تحریر کے لے جانے سے اُن آدمیوں نے انکار کیا اور کہا کہ مولوی غلام احمد صاحب نے ہم کو منع کیا ہوا ہے کہ کوئی تحریر ہم لیجاویں زبانی جاکر ہم یہ باتیں ان کو کہدینگے جس کا کوئی جواب اس کے بعد ہم کو نہیں ملا ۔

تصدیق المسیح والا ٹریکٹ

مکرمی منشی فرزند علی صاحب فیروزپور سے رقمطراز ہیں۔ حافظ جمال احمد صاحب کے مضمون کے انطباع کے متعلق میں اسوقت تک خاموش تھا جبتک کہ جماعت سے استصواب نہ کر لوں۔ اور اس کا موقع نہ ملتا تھا۔ میں آپ کو اس کام کیلئے یہاں سے مبلغ [illegible] روپے بھیجدوں گا۔ انشاء اللہ۔ آپ نوٹ کریں اور وقت ضرورت طلب فرمالیں ۔

امرتسری غیر احمدیوں میں کھلبلی

ایک دوست اطلاع دیتے ہیں۔ مولوی نور احمد پریزیڈنٹ انجمن حفظ المسلمین شرائط کرتے ہی اُٹھ بھاگا تو اس کے رفیقوں نے کہا کہ مولوی صاحب نے ہمیں سخت زک دلائی ہے اور ذلیل کیا ہے اسکے بعد کمیٹی ہوئی ہے کہ انجمن حفظ المسلمین سے تو مناظرہ کوئی نہیں کر سکتا۔ مولوی ثناء اللہ کو مناظرہ کیلئے پیش کیا جائے چنانچہ بہت سے لوگوں نے یہ تجویز کر کے طے شرائط کا کاغذ ہمیں بھیجا مولانا غلام رسول نے بھی جواب دیا کہ کوئی صاحب ہو خواہ مجھ سے ثناء اللہ ہو خواہ کوئی ہو ہم سب کے ساتھ مناظرہ کیلئے تیار ہیں تم میدان مناظرہ میں نکلو۔ اسکے بعد وہ کاغذ مولوی ثناء اللہ کے پاس انھوں نے بھیجنا چاہا کہ احمدیوں کی ہر شرط سے تیار رہیں۔ کل بازار میں اس کاغذ کے متعلق [illegible] کو پتا لگا اس نے بازار میں ہی شور مچایا۔ لوگ اکٹھے ہو گئے اس نے کہا ثناء اللہ تو کافر ہے اُس کو اسلام کا وکیل کیوں بنایا جاتا ہے اس سے توبہ کرنی چاہیئے لوگوں نے کہا کہ مولوی صاحب پھر آپ ہی احمدیوں سے مناظرہ کیجئے کہنے لگے میں حاضر ہوں اگر درمیان سے مسئلہ حیات و وفات کی شرط اڑا دی جائے لوگوں نے کہا یہ کیوں۔ کہنے لگے اس سے سب لوگوں کا اعتقاد بگڑ جائیگا اور لوگ احمدی ہو جائینگے اس لئے اس سے بچنا چاہیئے۔ شرائط کا کاغذ شہر میں گشت کر رہا ہے ۔

جلسہ مباحثہ میں نمک کا خرچ

منشی ہاشم علی صاحب گرداور قانونگو لکھتے ہیں۔ الفضل پر اللہ تعالیٰ کا تمام فضل ہے اور حضرت فضل عمر خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی بالخصوص مہربانی ہے کہ پیغام پارٹی۔ اور اسکے ایڈیٹر گندہ دہان اور ژولیدہ بیان کا کوئی اعتراض ایسا نہیں جس کا دندان شکن جواب نہیں دیا جاتا۔ خداوند کریم مجھ گنہگار اور سیاہ کار کی دعائیں۔ جو حضرت صاحب اور اہلبیت اور دیگر احمدی بھائیوں کیلئے ہیں قبول فرمائے یہ عاجز بھی دعا کا سب سے زیادہ مستحق ہے دینی و دنیوی فلاح کے لئے دعا فرماتے رہیں۔ مباحثہ ایام امرتسر میں دو صد یا اس سے زیادہ بھائیوں کی خوراک میں جسقدر نمک خرچ ہوا اسکی قیمت یہ خاکسار ادا کیا داخل کرے گا۔ اس موقعہ پر مجھکو بھی دو صد میں محسوب فرمایا جاوے اور اپنا ذاتی خرچ خود برداشت کرونگا ۔ الفضل ہم تو غیر مباحثین کو بھی نمک کھلانے پر تیار ہیں مگر وہ تو سامنے نہیں آتے ۔

ضرورت نکاح

منشی محمد شفیع خادم احمدی نائب مدرس مڈل سکول [illegible] بار بار ضرورت نکاح کے لئے لکھتے ہیں ہم بھی ان کا اشتہار مفت شائع کر دیتے ہیں برادران ملت توجہ فرماویں ۔

جنازہ غائب

میر غلام رسول صاحب ساکن [illegible] پور جموں کشمیر) لکھتے ہیں میرا لڑکا غلام احمد بعارضہ چیچک فوت ہوگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ (۷) [illegible] الی اگست اسکے بچے بھی فوت ہوگئی [illegible] (۳) [illegible] غلام حسین [illegible] احمدی جو ایک غریب آدمی تھا۔ انتقال کر گیا ۔

دعائی چاہئے

برادرم عبدالرحیم مقام حصار [illegible] لاہور [illegible] کہدیں جملہ احباب ضرور دعا فرماویں [illegible]

تار

(۱) ۱۵ اپریل کو اڈریانوپل سمرنا اور قسطنطنیہ میں یونانیوں کا قومی کشتی عام ہوا تو ترکوں اور بلغاریوں سے [illegible] کیا ۔

(۲) روسیوں نے ارض روم کے مغرب میں [illegible] کا ایک [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان - ۲۵ - اپریل ۱۹۱۶ء

ثناء اللہ کیوں زندہ رہا؟

(کیمونیکیٹڈ)

مندرجہ عنوان ایک سوال ہے۔ جسے مختلف طرزوں میں منکرین مسیح موعود پیش کرتے رہتے ہیں۔ اور خود ثناء اللہ نے بھی اپنے زندہ رہنے کو بطور دلیل ابطال دعویٰ مسیح موعود پیش کیا ہے۔ اگرچہ ثناء اللہ تو خوب جانتا ہے کہ اسکے زندہ رہنے کا اصل موجب کیا ہے۔ اور محض تجاہل عارفانہ کے طور پر وہ اپنی زندگی کو جو موت سے بدتر ہے۔ غیر احمدیوں کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ اور غیر احمدی بھی اپنی نافہمی سے ثناء اللہ کی زندگی کا ذکر اسی طرح کرتے ہیں۔ اس سوال کا جواب بارہا دیا جا چکا ہے۔ اور میں مناسب نہیں سمجھتا کہ انہیں باتوں کو پھر دہراؤں۔ اس لئے ان باتوں کو نظر انداز کر کے صرف یہ کہتا ہوں۔ کہ اس سوال کا جواب دراصل اس بات کے سمجھ لینے پر موقوف ہے۔ کہ آیا آخری فیصلہ کا اشتہار جو ثناء اللہ کے متعلق حضرت مسیح موعود نے دیا تھا وہ مباہلہ کا چیلنج ہے یا محض ایک طریقہ دعا ہے۔ اور اس بات کا مکمل جواب میر قاسم علی صاحب نے "فیصلہ الٰہی ثنائی روسیاہی" (فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی) میں دیدیا ہوا ہے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ یہ دراصل خدا تعالیٰ کے حضور میں اس فیصلہ کے لئے ایک درخواست ہے۔ اور یہ بالکل سچ ہے۔ کیونکہ جب ہم ان واقعات کی طرف نظر دوڑاتے ہیں کہ جن کے ماتحت یہ اشتہار (جس کا نام ایڈیٹر بدر نے آخری فیصلہ رکھ دیا تھا) دیا گیا تھا تو یہ حقیقت صاف کھل جاتی ہے۔

ثناء اللہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء میں لکھتا ہے:۔

"ہم تمہارے کرشن کی کذب بیانی پر قسم کھانے کو تیار ہیں۔ آؤ جس جگہ چاہو۔ ہم سے قسم دلوا لو۔ مگر پہلے یہ بات شائع کرا دو۔ کہ اس قسم کا نتیجہ کیا ہو گا۔ × × × مرزائیو سچے ہو تو آؤ۔ اور اپنے گرو کو ساتھ لاؤ × × × اور انہیں ہمارے سامنے لاؤ۔ جس نے ہمیں رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کے لئے دعوت دی ہوئی ہے۔"

اس کا جواب ۴ - اپریل ۱۹۰۷ء کے بدر میں بعنوان "مباہلہ کے واسطے مولوی ثناء اللہ امرتسری کا چیلنج منظور کیا گیا" دیا گیا۔ اس میں لکھا ہے:۔

"یہ مباہلہ چند روز کے بعد ہو۔ جبکہ ہماری کتاب حقیقۃ الوحی چھپ کر شائع ہو جائے۔ × × × یہ کتاب مولوی ثناء اللہ کو بھیج دیجائیگی۔ اور وہ اسکو اوّل سے آخر تک بغور پڑھ لے۔ × × × ہم یہ ظاہر کر دینگے کہ ہمنے مولوی ثناء اللہ کے چیلنج مباہلہ کو منظور کر لیا ہے۔ اور ہم اول قسم کھاتے ہیں کہ وہ تمام الہامات جو ہمنے اس کتاب میں درج کئے ہیں وہ خدا کیطرف سے ہیں۔ اور اگر یہ ہمارا افترا ہے تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ویسا ہی مولوی ثناء اللہ بھی اس اشتہار اور کتاب کے پڑھنے کے بعد بذریعہ ایک چھپے ہوئے اشتہار کے قسم کے ساتھ یہ لکھدیں کہ ہمنے اس کتاب کو اول سے آخر تک بغور پڑھ لیا ہے۔ اسمیں جو الہامات ہیں وہ خدا کی طرف سے نہیں اور مرزا غلام احمد کا اپنا افترا ہے۔ اور اگر میں ایسا کہنے میں جھوٹا ہوں تو لعنت اللہ علی الکاذبین اور اسکے ساتھ جو عذاب وہ خدا سے مانگنا چاہیں۔ مانگ لیں۔ ان اشتہارات کے شایع ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ خود ہی فیصلہ کر دیگا۔ اور صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا دیگا۔ × × × × باقی رہا یہ امر کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا × × × مباہلہ کی بنیاد جس آیت قرآنی پر ہے اس میں تو صرف لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہے۔ اور اسجگہ خدا نے لعنت کو قائم مقام ان تمام عذابوں اور وبالوں کے رکھا ہے جو ایک صادق کی تکذیب میں مکذبین کے لاحق حال ہوتے ہیں۔ اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ کے متعلق بھی زمانہ بر وقت امتحان ان میں سے کسی کو خود دیکھ لے گا × × × × امرتسر یا بٹالہ میں جمع کرنے کی جو تجویز انہوں نے براد حصول شہرت پیش کی ہے اس سے بڑھ کر شہرت ہو جائے گی۔ کیونکہ اشتہار کے اندر جو مباہلہ ہو گا وہ تمام دنیا میں شائع ہو جائیگا اور ہمارے انگریزی رسالہ ریویو کے ذریعے سے یورپ امریکہ اور جاپان تک بھی مولوی ثناء اللہ کا نام پہنچ جائیگا۔ × × × لیکن اگر آپ اس بات پر بھی راضی ہیں کہ بالمقابل کھڑے ہو کر زبانی مباہلہ ہو تو پھر آپ قادیان آ سکتے ہیں۔ اور اپنے ہمراہ دس تک آدمی لا سکتے ہیں اور ہم آپ کا زاد راہ آپ کے یہاں آنے اور مباہلہ کرنے کے بعد پچاس روپے تک دے سکتے ہیں۔ × × × اور قادیان آنے کی صورت میں ہم شرط حقیقۃ الوحی کو بھی ضروری نہیں سمجھتے۔ × × × اور اس کے قادیان آنے کی صورت میں اسکی جان اور آبرو کے ہم ذمہ دار ہیں۔"

(بدر - ۴ - اپریل ۱۹۰۷ء)

دیکھو! ثناء اللہ حضرت مسیح موعود کے کذب پر قسم کھانے کا ارادہ ظاہر کرتا ہے۔ ادھر خدا کا مسیح باوجود خدا سے قرب اجلک المقدر کی خبر پا لینے کے بھی امرتسری منکر کو مباہلہ کا پیغام دیتا ہے۔ جیسا کہ ثناء اللہ کو بالمقابل قسم کھلانے کا منشا تھا۔ مگر امرتسری مباہلہ کا نام سنکر اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے بہانے تراشتا ہے۔ اور ایسا حواس باختہ ہوتا ہے کہ موت سامنے نظر آتی ہے۔ اور ایسا ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ امرتسری کے مثیل منکران مسیح جو مقابل نکلے وہ اس کے سامنے لقمہ اجل ہو چکے تھے۔ لیکن باینہمہ پہلے تو مباہلہ سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میں نے مباہلہ کے طور پر قسم کھانے کو نہیں کہا تھا۔ مگر جب اُسے بتایا گیا کہ اصل دعوت تو قسم مباہلہ کے لئے ہی ہے۔ اسلئے اب لیت و لعل سے کیا فائدہ تو جھٹ کہا کہ امرتسر یا لاہور آ کر مباہلہ کر لو۔ اور ساتھ ہی کہا کہ پہلے مجھے مباہلہ کا نتیجہ بتا دو۔ لیکن جب اسے کہا گیا۔ کہ قرآن کریم میں جو لعنت اللہ علی الکاذبین کی سزا جھوٹے مباہل کے لئے ہے وہ تم پر آئے گی۔ اور تم صادق کے سامنے ہلاک ہو جاؤ گے۔ بشرطیکہ تم مباہلہ کرو۔ جسکے لئے امرتسر یا لاہور کی ضرورت نہیں۔ صرف ایک اشتہار شائع کر دینا

کافی ہے۔ اور اگر شہرت کی ضرورت ہو۔ تو مطمئن رہو۔ تمہارا مباہلہ یورپ۔ امریکہ تک بذریعہ انگریزی اشتہارات و اخبارات شائع کر دیا جائیگا۔ اور اگر یہ ضرورت ہو کہ آمنے سامنے ہی مباہلہ ہو۔ تو سیدھے قادیان بہمراہی اپنے رفقاً چلے آؤ۔ حفظ امن کے ہم ذمہ وار ہیں۔ اور خرچ وغیرہ کے بھی ہم ذمہ وار ہیں۔

اس معقول تجویز کو بجائے قبول کرنے کے ثناء اللہ نے بد دیانتی سے اپنے اخبار میں لکھدیا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ اس کے ساتھ مباہلہ کرنے سے گریز کر گئے۔

ان حالات میں خدا کے پہلوان نے شیر کی طرح ثناء اللہ کو للکارا۔ اور اپنی طرف سے پیشقدمی کر کے فوراً آخری فیصلہ والا اشتہار دے دیا تاکہ دشمن کو گریز کا موقعہ ہی نہ رہے۔ اور وہ اپنے اس قول میں کہ مسیح موعود اس کے ساتھ مباہلہ کرنے سے بھاگ گیا۔ کذاب ثابت ہو۔ اور نیز یہ کہ دنیا پر ثابت ہو کہ کون مباہلہ کرتا ہے۔ اور کون بھاگتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس اشتہار کو دیکھتے ہی ثناء اللہ کی آنکھیں پتھرا گئیں۔ اور موت سامنے نظر آنے لگی۔ اور جھٹ اپنی روسیاہی کے ثابت کرنے کیلئے اہلحدیث کے صفحات اسطرح سیاہ کر دئے۔ اور اس طریق فیصلہ سے انکار کر کے صاف لکھ دیا کہ:۔

(۱) "آپنے × × × لکھا تھا کہ خدا کے رسول چونکہ رحیم کریم ہوتے ہیں۔ اور انکی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے۔ کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے مگر اب کیوں آپ میری ہلاکت کی دعا کرتے ہیں؟"

(۲) "یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اسکو منظور کر سکتا ہے"

(۳) "× × × قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔"

(اہلحدیث مجریہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

علاوہ ازیں مرقع میں بھی انکار شائع کیا۔ چونکہ اپنی موت سامنے نظر آتی تھی۔ اس لئے "حرام زادے کی رسّی دراز" کا ذکر آپ کے ہوا خواہوں کے اشتہارات میں ہونے لگا۔

بلکہ پیشگوئی کے طور پر مسیلمہ کذاب کا زندہ رہنا اور رسول اللہ کی وفات کا مرقع میں ذکر کر کے یہ دہوکہ دینے کی کوشش کی کہ یہ اصول ہی غلط ہے کہ کاذب صادق کی زندگی میں مر جاتا ہے۔ جبپر کسی شخص نے حضرت اقدس سے اس مغالطہ کا جواب مانگا۔ اور آپنے اصل حقیقت کو اسطرح آشکار فرمایا:۔

"یہ کہاں لکھا ہے کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جاتا ہے ہمنے تو اپنی تصانیف میں ایسا نہیں لکھا۔ لاؤ پیش کرو۔ کہ وہ کونسی کتاب ہے۔ جسمیں ہم نے ایسا لکھا ہو ہمنے تو یہ لکھا ہے کہ مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو۔ وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے۔ یہ بات کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جاتا ہے یہ بالکل غلط ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اعداء انکی زندگی میں ہی ہلاک ہو گئے تھے۔ بلکہ ہزاروں اعداء آپ کی وفات کے بعد زندہ رہے تھے۔ ہاں جھوٹا مباہلہ کرنیوالا سچّے کی زندگی میں ہی ہلاک ہوا کرتا ہے۔ ایسے ہی ہمارے مخالف بھی ہمارے مرنے کے بعد زندہ رہینگے ہم تو ایسی باتیں سنکر حیران ہوتے ہیں۔ دیکھو ہماری باتوں کو کیسے الٹ پلٹ کر پیش کیا جاتا ہے۔ اور تحریف کرنے میں وہ کمال حاصل کیا ہے کہ یہودیوں کے بھی کان کاٹ دئے ہیں۔ کیا کسی نبی ولی قطب غوث کے زمانہ میں ہوا کہ انکے سب اعداء مر گئے ہوں۔ بلکہ کافر منافق باقی رہ ہی گئے تھے۔ ہاں اتنی بات صحیح ہے کہ سچّے کے ساتھ جو جھوٹے مباہلہ کرتے ہیں وہ سچے کی زندگی میں ہی ہلاک ہوتے ہیں۔ ایسے اعتراض کرنیوالے سے پوچھیں کہ یہ ہمنے کہاں لکھا ہے کہ بغیر مباہلہ کرنے کے ہی جھوٹے سچے کی زندگی میں تباہ اور ہلاک ہو جاتے ہیں وہ جگہ تو نکالو۔ جہاں یہ لکھا ہے"

(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۲۶ صفحہ ۹۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

مذکورہ بالا تقریر مسیح موعود کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ آخری فیصلہ کی دعا مباہلہ کی دعا نہیں تھی محض خیانت اور یہودیانہ تحریف ہے۔ خصوصاً جبکہ اوپر کا جواب ثناء اللہ کے اپنے ہی سوال کے جواب میں ہے جو اس نے اہلحدیث۔ مرقع اور وطن کے ذریعہ بار بار جواب کیلئے پیش کیا۔ اور اسوقت پیش کیا جبکہ اس کے مقابل آخری فیصلہ کا اشتہار دیا گیا۔ اور جناب الٰہی سے فیصلہ چاہا گیا کہ:۔

"مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے۔ اُس کو صادق کی زندگی ہی میں دنیا سے اٹھا لے۔"

اس دعا کے دعائے مباہلہ ہونے پر مندرجہ ذیل دلائل و قرائن قویہ ہیں:۔

(ا) اس دعا کا اعلان اسوقت کیا گیا۔ جب ثناء اللہ نے باوجود خود مباہلہ سے راہِ فرار اختیار کرنے کے یہ لکھدیا کہ حضرت مسیح موعود اس سے مباہلہ کرنے سے بھاگ گئے۔

(ب) اس دعا کے اعلان کے بعد ثناء اللہ نے بار بار دعائے مباہلہ[۱] قرار دیا۔ پہلے تو اس دعا کو منظور نکیا یعنی مباہلہ سے بھاگ گیا لیکن اس کے بعد جب وعدہ الٰہی کے مطابق حضرت مسیح موعود کا چھوٹا صاحبزادہ مبارک احمد خوردسالی میں فوت ہوا تو جھٹ ثناء اللہ نے لکھا کہ یہ میرے مباہلہ کا اثر ہے اگرچہ ثناء اللہ کا یہ کہنا "مشت کہ بعد از جنگ" کا مصداق ہے۔ کیونکہ اُس نے اس مباہلہ کو نامنظور کیا تھا۔ اور نیز مباہلہ میں شرط تھی۔ کہ اسمیں فریقین کی اولاد یا متعلقین شامل نہیں ہیں۔ لیکن یہ تو ثابت ہو گیا کہ آخری فیصلہ کا اشتہار مباہلہ کا اعلان تھا جسے ثناء اللہ نے رد کر دیا تھا۔ اور یہ سب اسی وقت بذریعہ اخبارات واضح کر دیا گیا تھا۔

(ج) حضرت مسیح موعود کے وہ الفاظ جو ہم نے ابھی اخبار الحکم مجریہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء سے نقل کئے ہیں (جن کا ماحصل یہ ہے۔ کہ مسیح موعود نے صرف یہ لکھا ہے کہ سچے کے ساتھ جھوٹا مباہلہ کرنیوالا صادق کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاتا ہے) ظاہر کرتے ہیں کہ آخری فیصلہ کے اعلان میں صادق

---

[۱] دیکھو مرقع صفحہ ۱۹ "ان واقعات کو ملحوظ رکھ کر کوئی دانا کہہ سکتا ہے کہ مرزا جی کی دعائے مباہلہ کا اثر کچھ ظاہر ہوا؟"

کے سامنے کاذب کی موت کی دُعا بھی مباہلہ ہی کی دُعا تھی ورنہ آپ ہرگز یہ نہ فرماتے کہ:۔

" یہ ہمنے کہاں لکھا ہے کہ بغیر مباہلہ کرنے کے ہی جھوٹے سچے کی زندگی میں ہی تباہ اور ہلاک ہو جاتے ہیں "

(د) باوجود مباہلہ واقعہ نہ ہونے کے حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد ثناء اللہ اور دیگر منکران مسیح موعود نے یہ بارہا لکھا کہ مسیح موعود کی وفات ثناء اللہ سے مباہلہ کا نتیجہ ہے۔ جسے مخالفین نے بلکہ خود ثناء اللہ نے تسلیم کرلیا۔ کہ آخری فیصلہ کی دعا ایک مباہلہ کی دعا تھی لہذا ہمیں مزید دلائل بیان کرنے کی ضرورت نہیں ؛

جب یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ آخری فیصلہ کی دعا مباہلہ کی دعا تھی۔ جسے ثناء اللہ نے قبول نکیا۔ تو اب یہ کہنا کہ ثناء اللہ کے مباہلہ کا نتیجہ مسیح موعود کی موت ہے محض بے ایمانی ہے جس کا ثبوت بارہا دیا جا چکا ہے کیا وہ پاک نفس خدا کا سپاہی جری اللہ فی حلل الانبیاء جو ہر روز خدا سے التجاء کرتا ہے کہ کوئی مرد میدان پیدا ہو جو بذریعہ مباہلہ فیصلہ کرے۔ اور تمام علماء و صوفیاء زمانہ اور تمام دیگر مخالفین کو شیر کی طرح للکارتا ہے اور سب اس کے سامنے سے بھاگتے ہیں۔ جھوٹا ہو سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں ! دیکھو۔ مسیح موعود کیسا خدا کا جری ہے وہ کہتا ہے کہ:۔

"میں ہر روز اِس بات کے لئے چشم براہ ہوں کہ کوئی میدان میں نکلے۔ اور منہاجِ نبوت پر مجھ سے فیصلہ کرنا چاہے۔ پھر دیکھے کہ خدا کس کے ساتھ ہے مگر میدان میں نکلنا کسی مخنث کا کام نہیں۔ ہاں غلام دستگیر ہمارے ملک پنجاب میں کفر کے لشکر کا ایک سپاہی تھا۔ جو کام آیا۔ اب ان لوگوں میں سے اس کے مثل بھی کوئی نکلنا محال اور غیر ممکن ہے "

(اربعین نمبر ۳ ص ۱۲)

خدا کے مسیح کا یہ کلام حرف بحرف پورا ہوا۔ یہانتک کہ نمبردار شیر پنجاب بھی مقابل نہ آیا۔ و نعم ما قال ۔

آزمایش کے لئے کوئی نہ آیا ہرچند
ہر مخالف کو مقابل پہ بُلایا ہم نے

ہاں یقیناً ثناء اللہ حضرت مسیح موعود کے سامنے ہی غلام دستگیر قصوری اور امریکن ڈوئی وغیرہ کی مانند دُنیا سے اٹھایا جاتا۔ اگر وہ اس علانیہ مباہلہ کے بعد مقابلہ پر نکل آتا۔ اور خدا کے رسُول کے رحم و کرم کو پیش کر کے اپنی ہلاکت سے بچنے کی خواہش نہ کرتا۔ لیکن چونکہ نجران کے ان عیسائیوں کی طرح جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مباہلہ کرنے سے بھاگ گئے تھے۔ ثناء اللہ نے بھی راہ فرار اختیار کی۔ اِس لئے اُن عیسائیوں کی طرح وہ بھی بچ گیا۔ مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں۔ کہ اسکی زندگی موت سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ اس نے لمبی عمر پانے کو جھوٹے مفسد نافرمان اور دغابازوں کے لئے لازمی قرار دیا تھا۔ چنانچہ وہ آخری فیصلہ کے جواب میں لکھتا ہے کہ:۔

"خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے "

(اہلحدیث ۔ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

حضرت مسیح موعود نے آخری فیصلہ کے آخر پر ثناء اللہ کو لکھا تھا کہ :۔

" بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچے میں چھاپ دیں۔ اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے "

(بدر ۔ ۱۱ اپریل ۱۹۰۷ء)

بدقسمت ثناء اللہ نے جو چاہا وہ یہ تھا کہ جھوٹے ۔ دغاباز مفسد اور نافرمان کی عمر دراز ہو۔ جیسا کہ مندرجہ بالا الفاظ سے ظاہر ہے۔ یہ حکمت الٰہی تھی۔ کیونکہ مسیح موعود تو اپنے الہامات متواترہ کے مطابق اجل مقدرہ کے قریب تھے۔ اور الہام

مکن تکیہ بر عمر ناپائدار

جسکے اعداد بقاعدہ ابجد ۱۳۲۶ ہوتے ہیں کے مطابق ۱۳۲۶ ہجری میں تمام انبیاء کی طرح وفات پا گئے۔ اور ثناء اللہ اپنی چاہی ہوئی زندگی پا گیا۔ اور آخری فیصلہ کا مدعا پورا ہوا۔ اور مسلمات ثنائی کے رُو سے ثناء اللہ کی رُو سیاہی ہوگئی۔ اور ہم بڑے زور سے کہتے ہیں کہ:۔

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زُلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

یعنی خود تو ثناء اللہ اپنی مجوزہ پاداش کو پہنچا۔ اور خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کی صداقت کو ثابت کر دیا۔ اس لئے ہم یہ بھی بڑے زور سے کہتے ہیں کہ:۔

زلیخا نے کیا خود پاک دامان ماہِ کنعاں کا

بالآخر اس سوال کا جواب کہ ثناء اللہ کیوں زندہ رہا ؟ حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں ہی درج ذیل ہے:۔

" نذیر حسین دہلوی جو محدث کہلاتا ہے۔ ہمنے بہت زور دیا تھا کہ وہ اسی دُعا (صادق کی زندگی میں کاذب ہلاک ہو۔ ناقل) کے ساتھ فیصلہ کرے لیکن وہ ڈر گیا۔ اور بھاگ گیا۔ اس روز دہلی کی شاہی مسجد میں سات ہزار کے قریب لوگ جمع ہونگے۔ جبکہ اس نے انکار کیا۔ اسیوجہ سے ابتک زندہ رہا "

یاد رہے کہ مولوی نذیر حسین دہلوی مولوی محمد حسین کے اُستاد ہیں۔ اور مولوی محمد حسین ثناء اللہ کے رُوحانی باپ ہیں۔ پس اہلحدیث کا سب سے بڑا لیڈر اور پھر اہلحدیث کا ایڈیٹر کیلے پھر اس کا روحانی فرزند سب کے سب مسیح موعود سے مباہلہ کرنے سے ہمیشہ بھاگتے رہے۔ اور اسطرح اپنی جان کو بچا کر ثابت کر دیا کہ تمام اہلحدیث مسیح موعود کے مقابل پر شکست خوردہ ہیں ؛

اربعین مذکور بالا اقتباس میں جیسے آخری فیصلہ میاں نذیر حسین کے لئے تھا۔ لیکن وہ بھاگ گیا۔ اھ

ل دیکھو مرقع اکتوبر ۱۹۱۲ء ص ۲۳ " مباہلہ کے اصل معنے یہ ہیں کہ فریقین بالمقابل ایک دوسرے کے حق میں بد دُعا کریں "

؎ اِس بات کو قریباً نو برس کا عرصہ گذر گیا۔ کہ جب میں دہلی گیا تھا۔ اور میاں نذیر حسین غیر مقلد کو دعوت دین اسلام کی گئی تھی۔ تب انکی ہر ایک پہلو سے گریز دیکھ کر اور ان کی بدزبانی اور دشنام دہی کو مشاہدہ کر کے آخری فیصلہ یہی ٹھہرایا گیا تھا۔ کہ وہ اپنے اعتقاد کے حق ہونے کی قسم کھائے۔ پھر اگر قسم کے بعد ایک سال تک میری زندگی میں فوت نہ ہُوا تو میں تمام کتابیں اپنی جلا دونگا۔ اور اسکو نعوذ باللہ حق پر سمجھ لونگا۔ لیکن وہ بھاگ گیا۔ اسی بھاگنے کی برکت سے اب تک اسکو عمر دیگئی۔" منہ

(اربعین نمبر ۲ ص ۱۱-۱۲)

زندہ رہا۔ اسی طرح ثناء اللہ کے لئے بھی ایک فیصلہ کی درخواست بارگاہ الٰہی میں تھی۔ لیکن وہ بھی بھاگ گیا۔ اور زندہ رہا۔ اور سوال مندرجہ عنوان کا یہی جواب ہے۔

حجت رحماں بر ایشاں شد تمام
یاوہ گوئی ماندہ در دست لئام

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حضرت اقدس کی دعا اور اس پر جو کچھ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث میں لکھا تھا وہ بعینہ مطابق اصل نقل کردیا جاوے :-

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔ السلام علی من اتبع الہدیٰ

مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود۔ کذاب۔ دجال اور مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں۔ کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے۔ اور اس شخص کا دعوےٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں۔ اور آپ بہت سے افترا میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں۔ اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھکر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں۔ تو میں آپکی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں۔ کہ مفسد اور کذاب[1] کی بہت عمر نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں۔ اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں۔ اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچینگے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں۔ بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں۔ بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعوےٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے۔ اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں۔ اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر۔ اور میری موت سے انکو اور انکی جماعت کو خوش کردے آمین مگر اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے۔ حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی انکو نابود کر مگر نہ انسانی ہاتھوں سے۔ بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے۔ بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے رو برو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جنکو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔

میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا۔ اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ انکی بدزبانی حد سے گذر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بدتر جانتے ہیں۔ جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما لیس لک بہ علم پر بھی عمل نہیں کیا۔ اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا۔ اور دور دور ملکوں میں میری نسبت یہ پھیلا دیا ہے کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے۔ اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے۔ جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے۔ اسکو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو۔ مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر آمین ثم آمین ۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین ۔ آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں۔ اور جو چاہیں اسکے نیچے لکھدیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم

عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و اید

مرقومہ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ ہجری

جواب۔ اس ساری لمبی چوڑی تحریر کا جو شیطان کی آنت[2] سے بھی زیادہ طویل ہے۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ کرشن جی دعا کرتے ہیں کہ جھوٹا سچے سے پہلے طاعون ہیضہ وغیرہ سے مر جائے اس جواب میں آپ نے کئی طرح سے دجل اور فریب سے کام لیا ہے۔

(اول) یہ کہ اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی۔ اور بغیر میری منظوری کے اسکو شائع کردیا۔

(دوم) یہ کہ اس مضمون کو بطور الہام کے شائع نہیں کیا۔ بلکہ یہ کہا ہے کہ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں۔

---

[1] آپ اس دعوے میں قرآن شریف کے صریح خلاف کہہ رہے ہیں قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے سنو من کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمٰن مدا (پ ۱۶ ع ۸) اور انما نملی لہم لیزدادوا اثما (پ ۴ ع ۹) اور و یمدہم فی

بقیہ حاشیہ۔ طغیانہم یعمھون (پ ۱ ع ۲) وغیرہ آیات تمہارے اس دجل کی تکذیب کرتی ہیں۔ اور سنو! بل متعنا ھؤلاء و اباءھم حتی طال علیہم العمر (پ ۱۷ ع ۴) جن کے صاف یہی معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ جھوٹے دغا باز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کرلیں پھر تم کیسے من گھڑت اصول بتلاتے ہو کہ ایسے لوگوں کو بہت عمر نہیں ملتی کیوں نہ ہو۔ دعویٰ تو مسیح کرشن اور محمد احمد بلکہ خدائی کا ہے اور قرآن میں یہ لیاقت [illegible]

[2] ان گالیوں کے الفضل میں شائع کرنے سے مجھ سخت دکھ ہے مگر اس کا چھاپنا [illegible] ضروری تھا۔ (ایڈیٹر الفضل)

بلکہ محض دعا کے طور پر ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر تم مر گئے تو تمہارے دام افتادہ "خس کم جہاں پاک" کہہ کر یہ عذر کرینگے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا یہ الہام نہیں تہا۔ بلکہ محض دعا تھی۔ یہ بھی کہدینگے۔ کہ دعائیں تو بہت سے نبیوں کی بھی قبول نہیں ہوئیں۔ دیکھو حضرت نوح ؑ کی دعا قبول نہ ہوئی۔ بلکہ وہ آپ ہی کی دعاؤں میں بہت سی مثالیں دینگے کہ قبول نہیں ہوئیں۔ آپنے تین سال کے اندر فیصلہ ہو جانے کی دعا کی تھی جو قبول نہ ہوئی۔ حالانکہ آپ نے لکھا تہا کہ اگر یہ قبول نہ ہوئی تو میں اپنے آپ کو کافر مردود۔ کذاب اور دجال سمجھوں گا۔ جسکی تفصیل گذشتہ نمبر میں ہو چکی ہے ؞

(سوم) یہ کہ میرا مقابلہ تو آپ سے ہے۔ اگر میں مر گیا تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے۔ جبکہ بقول آپکے) مولوی غلام دستگیر قصوری مرحوم مولوی اسمٰعیل علیگڈھی مرحوم۔ اور ڈاکٹر ڈوئی امریکن اسطرح سے مر گئے ہیں۔ تو کیا لوگوں نے آپکو سچا مان لیا ہے؟ ٹھیک اسی طرح اگر یہ واقعہ بھی ہو گیا تو کیا نتیجہ؟

(چہارم)۔ آپنے بڑی چالاکی یہ کی کہ یہ دیکھا کہ ان دنوں طاعون کی شدت ہے۔ خصوصاً صوبہ پنجاب میں سب صوبوں سے زیادہ ہے۔ بالخصوص پنجاب کے دارالسلطنت لاہور میں جو امرتسر سے بہت قریب ہے۔ یہ کیفیت ہے کہ مردوں کا اُٹھانا مشکل ہو رہا ہے۔ ایسی صورت میں ہر ایک شخص طاعون سے خائف ہے۔ اور کوئی آج اگر ہے تو کل کا اعتبار نہیں۔ اور دیکھنے میں بھی ایسا ہی آیا ہے کہ وہ ہے تو یہ نہیں۔ یہ ہے تو وہ نہیں۔ ایسے وقت میں طاعون ہیضہ وغیرہ کی موت کی دُعا محض حسن بن صباح کی دُعا کی طرح ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ جہاز ڈوبنے لگا ہے۔ تو بلند آواز سے کہدیا کہ مجھے الہام ہوا ہے جہاز نہیں ڈوبے گا۔ جس سے اسکی یہ غرض تھی کہ اگر ڈوب گیا تو سب مر جائینگے۔ کون میرے کذب پر مجھے الزام دے گا اور اگر بچ رہا تو سب معتقد ہو جائینگے۔ یونہی چال تمہاری ہے کہ اگر مخالف مر گیا تو تمہاری چاندی ہے۔ اور اگر خود بدولت خس کم جہاں پاک ہو گئے۔ تو کوئی قبر پر لات مارنے آئیگا ؞

(پنجم) تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کُن نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مسلمان تو طاعونی موت کو بموجب حدیث شریف کے ایک قسم کی شہادت جانتے ہیں۔ پھر وہ کیوں تمہاری دعا پر بھروسہ کر کے طاعون زدہ کو کاذب جانینگے ؞

(ششم) آپنے ایک چالاکی یہ کی کہ پہلے تو صرف طاعون یا ہیضہ سے موت کی دعا کی۔ مگر اخیر میں آکر یہ بھی کہدیا کہ یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا اس تعمیم کرنے سے آپ کی غرض وہی ہے جو آتھم کے معاملے میں آپنے ظاہر کی تھی۔ کہ موت کی پیشگوئی جب جھوٹی نکلی تو بات بنائی کہ چونکہ وہ امرتسر سے فیروزپور تک چلا گیا۔ اور چھپ کر رہا۔ پس یہی موت کے برابر ہے۔ چہ خوش ؎

من خوب مے شناسم پیران پارسا را

(ہفتم) آپنے پہلے اپنے گذشتہ مضمون مندرجہ اہلحدیث ۱۹۔ اپریل کے فقرہ نمبر ۱۳ میں لکھا تہا کہ خدا کے رسول چونکہ رحیم و کریم ہوتے ہیں۔ اور انکی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے" مگر اب کیوں آپ میری ہلاکت کی دعا کرتے ہیں؟

مرزائیو! بتلا سکتے ہو یہ منافت اور تخالف کیوں ہے؟ ایک ہی ہفتہ میں اتنا اختلاف کیوں ہوا؟ سچ ہے۔ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً۔

مختصر یہ کہ میں تمہاری درخواست کے مطابق حلف اٹھانے کو طیار ہوں۔ اگر تم اس حلف کے نتیجے سے مجہو ابلہ عدو۔ اور یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اسکو منظور کر سکتا ہے ؞

مرزائیو! تمہارا گرو اور تم کہا کرتے ہو کہ مرزا صاحب منہاج نبوت پر آئے ہیں۔ کسی نبی نے بھی اسطرح اپنے مخالفوں کو اس طریق سے فیصلہ کرنے کی طرف بلایا ہو؟ بتلاؤ تو انعام لو۔ ورنہ منہاج نبوت کا نام لیتے ہوئے شرم کرو۔ شیم۔ شرم۔ شیم ؞

میں امید کرتا ہوں۔ کہ مرزا صاحب اپنے ماتحتوں کو حکم دینگے۔ کہ اپنے اخباروں میں میرا جواب بھی تمام نقل کر دیں ؞

لمعات

ایک صاحب الوحی الحکم العادل کی ضرورت کا اعتراف

اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۱۶ء میں ایک مضمون بعنوان "ایک مذہبی پیشوا جاہل سے فتوے لیتا ہے۔ شائع ہوا ہے۔ اخیر میں ایڈیٹر کی عبارت حسب ذیل ہے:۔

"امرتسری اختلافات میں تو مسائل کا بہانہ ہے۔ اس لئے صلح صفائی میں مشکلات پیدا کی جاتی ہیں۔ لاہور میں تو مسائل کا اختلاف نہیں۔ پھر یہ حالت کیوں ہے۔ آہ! خدا ہم کو ہمارے فائدہ کی سُوجھ بُوجھ دے۔ آہ کوئی اللہ کا بندہ آوے اور ہمکو سمجھاوے ؎

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند"

انسانی فطرت جس سے بڑھ کر انسان پر کوئی حاکم نہیں۔ کوئی ناصح نہیں۔ کوئی ملامت کرنیوالا نہیں انسان کو مار مار کر جگاتی ہے نصیحت کرتی ہے۔ ملامت کرتی ہے۔ اور انسان حقیقت کو سمجھ لیتا ہے۔ اسکی کُنہ کو پہنچ جاتا ہے۔ ماننے یا نہ ماننے یہ الگ بات ہے۔ مذکورہ بالا نقل کردہ عبارت از اہلحدیث ایڈیٹر اہلحدیث کی فطرت حقہ (جسکی تعریف اللہ تعالےٰ فطرۃ اللّٰہ التی فطر الناس علیہا میں فرماتا ہے۔ اسکی ٹھوکروں کا جو وہ ایک اپنے برخلاف چلنے والے مجرم کو لگاتی ہے) کا انکشاف ہے۔ خدا کا کوئی برگزیدہ جب دنیا کی طرف مبعوث ہوتا ہے تو اس وقت دو اس کے اور بڑے معاون اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں۔ ایک فطرت حقہ اور دوم زمانہ۔ زمانہ لوگوں کو مجبور کرتا ہے۔ اور فطرت پکار اٹھتی ہے۔ کہ واقعی اس وقت ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے۔ زمانہ نے ایڈیٹر اہلحدیث کو ایک ٹھوکر ایسی لگائی ہے۔ کہ اسکی فطرۃ پکار اٹھی ہے۔ آہ! کوئی اللہ کا بندہ آوے اور ہمکو سمجھاوے ؎

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند۔

یہ الفاظ ہیں جنہیں ایڈیٹر اہلحدیث دعا کرتا ہے کہ کوئی خدا کا پیارا ان جھگڑوں اور نزاعوں کا فیصلہ کرنے والا آوے ہم ایڈیٹر اہلحدیث کو کہتے ہیں:۔

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

حضرت سیدنا مرزا غلام احمد مسیح موعود کو اللہ تعالےٰ نے اس زمانے کے لئے حکم اور عدل مقرر کر کے بھیجا۔ تا وہ تمام نزاعوں اور آپس کے جھگڑوں اور فسادوں کا فیصلہ کر دے۔ وہ آیا۔ اور اس نے اس کام کو کماحقہ سرانجام دیا۔ اس نے ایک جماعت بنائی۔ اور ایسی جماعت بنائی۔ کہ جب تک وہ اس حبل اللہ کو جو اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو عطاء فرمائی ہے سنبھالے رکھیگی۔ اس میں کسی قسم کا کوئی نزاع کوئی جھگڑا کوئی فساد نہ ہوگا۔ جو اس حبل اللہ سے قطع تعلق کریگا۔ وہ جماعت سے نکل کر اختلاف میں پڑجائے گا۔ جیسا کہ اب بھی بعض لوگ جنھوں نے اس حبل اللہ سے قطع تعلق کر لیا۔ جماعت سے علیحدہ ہو کر اختلاف کے گڑھے میں گھس گئے۔ کسی فرقے کے آدمی اس جماعت میں داخل ہوں۔ اہلحدیث ہوں۔ حنفی ہوں یا کوئی اور ہوں۔ انمیں کوئی اصولی جھگڑا یا قضیہ یا فساد نہیں رہتا

اسلام ضرور پھیلیگا

اہلحدیث نے اعتراض کیا تھا کہ مسیح موعود کی صداقت کا نشان ہے۔ اسلام تمام دنیا میں پھیل جائے گا۔ چونکہ یہ نشان پورا نہیں ہوا۔ اس لئے حضرت مرزا صاحب مسیح موعود نہیں۔ ہمنے جواب دیا تھا۔ کہ نبی بیج ڈالتا ہے۔ خلفاء اس کو پایۂ تکمیں تک پہنچاتے ہیں۔ پس گھبراؤ نہیں۔ جلد بازی سے کام نہ لو مسیح موعود کے دور میں جو ہزار برس تک ممتد ہے یہ بات ہو کر رہے گی۔ اس کے جواب میں اہلحدیث ۲۱۔ اپریل میں لکھا ہے۔ کہ چشمہ معرفت صفحہ ۸۲ سے ظاہر ہے۔ مسیح موعود خاتم الخلفاء ہے۔ پس آپکے عہد میں یہ بات نہ ہوئی تو پھر کب ہوگی۔ افسوس ہو۔ کہ ایڈیٹر اہلحدیث نے میری بات پر غور نہیں کیا۔ تکمیل اشاعت ہدایت کا کام نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ سے متعلق تھا۔ پس وہ بروزی رنگ میں بذریعہ اپنے خاتم الخلفاء کے تشریف لائے۔ اور اشاعت ہدایت کے کام کا بیج ڈال گئے۔ اب آیندہ خلفاءؑ جو مسیح موعود بروز محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہی کے خلفاء ہیں۔ اس کام کو پورا کرینگے۔ خاتم الخلفاء کے یہ معنے نہیں کہ آیندہ خلفاء کا آنا ختم ہو گیا۔ جیسا کہ خاتم النبیین کے یہ معنے نہیں کہ اب آیندہ ہر قسم کے نبیوں کا آنا بند ہو گیا۔ وہ کام جو زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈالا گیا تھا۔ اسکی بنیاد خود نبی کریمؐ ہی نے مسیح موعود کے رنگ میں ظاہر ہو کر رکھدی ہے۔ اب اسپر عمارت تیار ہوگی۔ اور دنیا جہان کی قومیں اس میں بود و باش اختیار کرینگی ۔

اپنے لیڈر کو بیوقوف کہنا

پرکاش لکھتا ہے :۔

"نیک نیت ہو۔ لیکن فعل عاقلانہ نہ ہو۔ تو نتیجہ خراب نکل آتا ہے۔ پنڈت لیکھرام نے ایک مسلمان پر وشواش کیا۔ دھرم بیر کی نیت نیک تھی۔ کہ ایک مسلمان ویدک دھرمی بنجائے۔ لیکن نتیجہ نے تبلایا کہ دماغ نے غلطی کی تھی۔"

"اتہاس اس قسم کے واقعات سے بھرا پڑا ہے کہ ایک کام نہایت ایمانداری سے کیا گیا۔ لیکن اس کا نتیجہ نہایت ہی تباہ کن نکلا۔"

افسوس ہو۔ پرکاش کا ایڈیٹر اپنے ایک لیڈر کے فعل کو غیر عاقلانہ ٹھہراتا ہے۔ ہم پرکاش کے ہمخیال نہیں کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ نیت نیک سے جو کام بھی آلہی قانون کے ماتحت کیا جاوے۔ اس کا نتیجہ آخر کار نیک نکلتا ہے گو وہ بظاہر تباہ کن معلوم ہو۔ امام حسین علیہ السلام کے ایک کام کا انجام بظاہر انکی شہادت پر ہوا۔ مگر اس شہادت نے احیاء اسلام کیا۔ اور وہ مقصد پورا ہو گیا۔ جسکے لئے آپ میدان میں آئے

مسلمانوں میں فسانہ گوئی کا مرض۔

خطیب مورخہ ۷ و ۱۴۔ اپریل میں ایک مضمون "جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے" رسالہ اشاعت اسلام سے نقل کیا گیا ہے۔ اس میں ایک واقعہ حضرت نبی کریم کی مجلس کا بیان کیا گیا ہے۔ کہ آپ کو خبر پہنچی کہ علقمہ سخت بیمار ہے بہت دنوں سے جانکنی ہو رہی ہے۔ لیکن جان نہیں نکلتی [illegible] تکلیف میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علقمہ کی ماں کو بلوایا۔ اور اس سے بیٹے کا حال پوچھا۔ اس نے کہا کہ وہ بہت دن سے جانکنی کی حالت میں ہے۔ حضور نے پوچھا کہ اس نے کونسا ایسا گناہ کیا ہے۔ جو یہ حالت ہے۔ اس نے عرض کیا کہ وہ قرآن کریم کے تمام احکام کا پورا پورا فرمانبردار ہے۔ نماز پڑھتا ہے۔ روزے رکھتا۔ صدقے دیتا ہے۔ دیندار اور راستباز ہے۔ تب آنحضرت نے فرمایا۔ کہ اس نے ماں کو ناراض کیا ہو گا۔ علقمہ کی ماں نے کہا۔ ہاں یہ سچ ہے۔ کہ یہ لڑکا اپنی بی بی کو خوش کرنے کے لئے اکثر میری مخالفت کرتا۔ اور میری ناراضگی کی پرواہ نہ کرتا ۔

یہ سُنکر حضور علیہ السلام نے لوگوں کو حکم دیا۔ کہ لکڑیاں جمع کر کے ایک بڑا الاؤ لگاؤ۔ جب یہ ہو چکا تو فرمایا کہ علقمہ کو لاؤ۔ اور اس الاؤ میں ڈالکر اسے آگ لگادو۔ تاکہ جو سزا اُسے مرنے کے بعد ملنی ہے۔ اس کا کچھ حصہ دنیا میں دیکھ لے اور سمجھ لے۔"

جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ ہم اسکو مانتے ہیں لیکن ہم اس واقعہ کو جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ افتراء خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ درایت و روایت دونو کے برخلاف ہے۔ کوئی حدیث اس مضمون کی صحیح حدیثوں میں نہیں ملتی۔ اور اگر یہ حدیث ہو بھی۔ تو بھی نہ صرف درایت کے برخلاف ہے بلکہ صحیح حدیث کے خلاف ہے۔ اس حدیث میں نبی کریم صلے اللہ کا آگ جلانا۔ علقمہ کو عذاب دینے کے لئے تھا۔ لیکن دوسری صحیح حدیث میں آتا ہے۔ لا یعذب بالنار الا رب النار۔ نہیں عذاب دیتا ساتھ آگ کے سوا رب النار کے۔ اب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل اپنے قول مبارک کے خلاف ہے۔ جو کبھی نہیں ہو سکتا۔ میں نہیں سمجھتا کہ مسلمانوں پر فسانہ نگاری کا رنگ کیوں غالب ہے۔ اور وہ کیوں کسی بات کو ثابت کرنے کے لئے خواہ مخواہ ایسی روایات سے کام لیتے ہیں۔ جن کی صحت کا وہ ثبوت نہیں دے سکتے افسوس ہو کہ اپنے آپ کو احمدی سمجھنے والے بھی اس مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ خصوصاً وہ فریق شخصیتیں جو اپنے آپ کو اشاعت اسلام کا اہل سمجھتی ہیں۔ خدا ہدایت دے۔ اور پھر مرکز سے وابستہ کرے تا ایسی احمقانہ حرکات کے مرتکب نہ ہوں ۔

قرآن مجید میں کوئی اختلاف نہیں
نمبر ۳

اخبار آریہ گزٹ مورخہ ۲۰۔ اپریل کے پرچہ میں بعنوان "تحقیقات اسلام" کچھ اعتراضات لکھے ہیں۔ پہلا اعتراض یہ ہے

کہ قرآن شریف میں آتا ہے - لقد جعلنا فی السماء بروجًا وزینٰہا للنٰظرین - اور دوسری جگہ آتا ہے - اللّٰہ الذی رفع السموات بغیر عمدٍ ترونہا - جب آریہ آسمان کہتے ہی پول کو ہیں - تو اس کے لئے بُرج کی کیا ضرورت ہے - پھر کہا ہے - کہ ستون نہیں ہوں گے - اور ستکون السماء کالمہل میں آسمان کو پگھلا ہوا تانبا کہا ہے ؛

جواب

مہاشہ صاحب نے بُرج کے معنے ستون کے لکھدئے ہیں - اور کوئی حوالہ نہیں دیا - واضح ہو - کہ برج کے معنے روشن ستارے کے ہیں - دیکھئے (تاج العروس) قال الزجاج فی قولہ تعالیٰ جعل فی السماء بروجًا - البروج - الکواکب العظام - پہلی آیۃ کو دوسری آیت اللّٰہ الذی رفع السمٰوات بغیر عمدٍ ترونہا سے کیا تعلق - یہ آیت اپنی جگہ اور پہلی اپنی جگہ - اس میں ستاروں کے ہونے کا - اور ان کا لوگوں کے نظر آنے کا ذکر ہے - اور اس آیت میں ذکر ہے کہ یہ جو کچھ تمہیں نظر آتا ہے - بغیر کسی ایسے سہارے کے ہے - جو تمہیں نظر آتا ہو - کیا آریہ مہاشہ ان دونو باتوں سے انکار کر سکتے ہیں - کیا وہ ستارے آسمان میں نہیں دیکھتے - اور پھر کیا وہ جو کچھ انہیں نظر آتا ہے - بغیر کسی ستون کے قائم نہیں پاتے - اور یہ کہنا کہ آسمان تانبے کا ہوگا - اس کے لئے آریہ مہاشہ کو یاد رہے - یہ رنگ میں تشبیہ دی ہے - کیونکہ آفت کے وقت یا جو وقت کوئی آندھی وغیرہ آئی ہوتی ہے - آسمان کا رنگ پگھلے ہوئے تانبے سے مشابہ ہو جاتا ہے - ورنہ یوں تو قرآن شریف نے آسمان کو دھوئیں دخان مبین فرمایا ہے ؛

اعتراض دوم

ایک جگہ حضرت مریم کو مریم ابنت عمران کہا گیا ہے - دوسری جگہ اخت ھارون پکارا گیا ہے - حالانکہ ہارون موسیٰ کے زمانہ سے بہت پہلے ہوئے ہیں ؛

جواب اعتراض دوم

(۱) بزرگوں کے نام پر نام رکھے جاتے ہیں اس لئے ممکن ہے کہ حضرت مریم کے بھائی کا نام ہارون ہو - جیسے حضرت مریم کے خاوند کا نام بھی یوسف تھا - اور حضرت یعقوب کے فرزند کا نام بھی یوسف تھا (علیہ السلام)

(۲) عرب میں اخ اور اخت کا لفظ وسیع معنوں میں استعمال ہوتا ہے - دیکھو اقرب الموارد الاخ - من جمعک وایاہ صلب او بطن والصاحب الصدیق والاخ کل مشارک لغیرہ فی القبیلۃ او فی الدین او فی الصنیعۃ او فی معاملۃٍ او فی مودۃٍ والاخت مونث الاخ - (یعنی اخ کا اطلاق ساتھی دوست - قبیلہ میں یا کسی معاملہ یا کام میں شرکت رکھنے والے یا دوستی میں رفیق پر بولا جاتا ہے - اور اخ کی مونث اخت ہے) اسی طرح الاخ کے معنے لسان العرب میں لکھے ہیں من النسب معروف وقد یکون الصدیق والصاحب نسب کے معنے تو مشہور ہیں - دوست اور ساتھی کے بھی ہوتے ہیں

(۳) قرآن شریف خود اس لفظ کو وسیع معنوں میں استعمال کرتا ہے - جیسے فرمایا - واخوانھم یمدونھم فی الغیّ - اس آیت میں شیاطین اور کافروں کو بھائی بھائی قرار دیا ہے فاخوانکم فی الدین - اس آیت میں دین کے لحاظ سے بھائی کا رشتہ قائم کیا گیا ہے - انما المومنون اخوۃ - یہاں نسبی اخوت مراد نہیں - بلکہ مومن ہونے کے لحاظ سے وہ بھائی بھائی ہیں - پس اب اُخت ہارون پر کیا اعتراض رہ گیا ؟

(۳) محاورہ عرب - زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں ازواج کی تاریخ ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں لکھا ہے - بی بی صفیہ پر باقی ازواج الرسول نے کچھ طعن کیا - انہوں نے نبی کریمؐ کے حضور شکایت کی - آپ نے فرمایا - تو نے کیوں نہ کہا ابی ھارون وعمی موسیٰ وزوجی محمد - دیکھو یہاں ہارون کو باپ کہا - حالانکہ وہ بہت مدت پہلے گذر چکے تھے ؛

اعتراض سوم

ایک جگہ آتا ہے - ورسلًا لم نقصص علیک - اور کئی رسولوں کا حال نہیں بیان کیا ہمنے تجھ پر - دوسری جگہ آتا ہے - کل نقص علیک من انبا الرسل - تمام ہمنے بیان کیا تجھ پر احوال رسولوں کا - ان دونو آیتوں میں اختلاف ہے - اور چاہیئے بھی ایسا ہی - کیونکہ قصے بیان ہو رہے ہیں -

جواب

آریہ مہاشہ کو یاد رہے - قصَص ہے - قِصص نقط نہیں - دیکھو قاموس فصل قاف باب الصاد نقص علیک احسن القصص کے معنے لکھے ہیں :- نبین لک احسن البیان (یعنے ہم بیان کرتے ہیں عمدہ بیان) اور قرآن مجید میں رسولوں کے جو واقعات بیان ہوتے ہیں - وہ قصے کے رنگ میں نہیں - بلکہ وہ دراصل عبرت ونصیحت کے لئے ہیں - نیز پیشگوئی ہوتی ہے کہ اے نبی تمہارے یا تمہاری امت کے ساتھ بھی یہ واقعہ پیش آئیگا ؛

ان دونو آیتوں میں تناقض ثابت کرنا ان کے الٹو پوٹو پڑھنے کی وجہ سے ہے - پہلی آیت یوں ہے - کلا نقص علیک من ابناء الرسل ما نثبت بہ فوادک (ترجمہ) ہر ایک ایسی چیز کا بیان کرتے ہیں - پیغمبروں کی اہم خبروں سے - جس سے مضبوط کرتے ہیں تیرے دل کو -

اب دیکھئے - آیت اول اور اس میں کوئی اختلاف نہیں - کلّا - رسولوں کی صفت نہیں کہ ہم اسکے معنے کریں - تمام رسول بلکہ اسکے تو یہ معنے ہیں کہ ہم رسولوں کے واقعات میں سے ہر ایک ایسا واقعہ بیان کرتے ہیں - جس سے تیرے دل کی ڈھارس بندھے - اسمیں تمام رسولوں کا کوئی ذکر نہیں -

اعتراض چہارم

قرآن شریف میں آتا ہے - لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ - کوئی اٹھائے گا نہیں اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا - دوسری جگہ آتا ہے لیحملوا اوزارھم کاملۃ یوم القیامۃ ومن اوزار الذین یضلونھم - اٹھاوینگے اپنے بوجھ پورے قیامت کے دن - اور اس بوجھ سے جن کو گمراہ کیا انہوں نے - دونو آیتوں میں اختلاف ہے - پہلی آیت میں فرمایا - کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا - دوسری میں فرمایا - کہ دوسرے کا بوجھ بھی اُٹھائینگے -

جواب

گمراہ کرنا بھی ایک گناہ ہے - پس اس دوسری آیت میں اس گناہ کا ذکر کیا ہے - جس کا اثر متعدی ہے - جو کسی کو نیکی کی ترغیب دیتا ہے - اگر وہ شخص نیکی کرے تو اس کا عوض نیکی کرنے والے شخص کو تو ملیگا ہی لیکن نیکی کی ترغیب دینے والے کو بھی ملے گا یہ نہیں ہوگا کہ اسکے اجر سے کم کرکے ملے - بلکہ خدا تعالیٰ اور دیتا ہے اسی طرح جو شخص کسی کو بدی کی ترغیب دیتا ہے - اس شخص کے بدی کرنے پر بدی کی ترغیب دینے والے کو بھی سزا ملیگی - ہاں اسطرح نہیں ملے گی - کہ کرنیوالے کو سزا نہ دیجائے بلکہ اُسے بھی دیجائیگی - اور ترغیب دینے والے کو بھی - یہ

آیت لاتزر وازرۃ وزر اخریٰ کے مخالف اس صورت میں ہوتی کہ بدی کرنے والے کو سزا نہ دیجاتی ۔ بلکہ یہ سزا صرف ترغیب دینے والے پر ڈال دیجاتی ۔ لیکن یہاں یہ بات نہیں ۔ لہذا آریہ مہاشہ کا اعتراض کرنا صحیح نہیں ۔ اگر آریہ مہاشہ کو اعتراض ہے تو ہمیں وہ یہ دکھائے ۔ جہاں قرآن شریف نے یہ فرمایا ہو کہ خود بدی کرنے والے کو تو چھوڑ دیا جاتا ہو ۔ اور ترغیب دینے والے کو پکڑا جاتا ہو ۔ کیونکہ صرف یہی صورت لاتزر وازرۃ وزر اخریٰ کے خلاف ہے ۔ بدی کی ترغیب دینے والے کو جو سزا دیگئی ہے وہ اس بدی کرنے والے کے گناہ کی سزا نہیں ۔ بلکہ خود اس کے اپنے گناہ (یعنی دوسرے کو گمراہ کرنے) کی سزا ہے ؛

ڈاکٹر عبد الحکیم والی پیشگوئی

حضرت صاحب کی وفات آپ کے اپنے الہامات مطابق واقعہ ہوئی تھی ۔ جو قبل از وقت رسالہ الوصیت اور کئی رسالوں اور اخباروں میں شایع ہو چکی ہوئی تھی ۔ اور جنمیں سال مہینے بلکہ دنوں تک کی تصریح موجود تھی ۔ حضور ڈاکٹر کی پیشگوئی کے مطابق فوت نہیں ہوئے ۔ کیونکہ ڈاکٹر کی پیشگوئی آپکے الہامات متعلقہ وفات کے شایع ہوجانے کے بعد کی ہے پھر وہ کسی ایک بات پر قائم رہتا ۔ تب بھی کوئی بات بنتی ۔ چنانچہ پہلی پیشگوئی جسکی مدت اس نے تین سال ٹھیرائی ہے اسکو تو اس نے چودہ ماہ والی پیشگوئی سے منسوخ کر دیا ۔ اور چودہ ماہ والی پیشگوئی کو تعیین تاریخ سے جو ۴ ساون مطابق ۴ اگست ہے منسوخ کر دیا ۔ چونکہ حضرت مرزا صاحب ۴ ساون کو فوت نہیں ہوئے لہذا عبد الحکیم کی پیشگوئی پوری نہ ہوئی ۔ بلکہ حضرت مرزا صاحب کے الہام وہ دشمن جو کہتا ہے کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ ماہ تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں ۔ ان سب کو جھوٹا کرونگا ۔ کے مطابق عبد الحکیم جھوٹا ثابت ہوگیا ۔ اور اشتہار تبصرہ کے ان الفاظ کی بنا پر کہ وہ دشمن جو میری موت چاہتا ہے وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب فیل کیطرح نابود اور تباہ ہوگا ۔ جو یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں عبد الحکیم کا مرنا ضروری تھا ٹھیک نہیں ۔ کیونکہ تبصرہ کے یہ الفاظ الہامی نہیں ۔ اگر میں

خواجہ شاہی مشن کی دیانتداری

۹ ۔ اپریل ۱۹۱۶ء کے پیغام میں مولوی صدر الدین صاحب کا ایک خط شایع ہوا ہے جسمیں سیلون کے ایک شخص مسٹر ڈی ۔ ل کے مسلمان ہونے کا ذکر ہے ۔ اور لکھا ہے ۔ کہ اس نے اسلامک ریویو کے ذریعہ اسلام قبول کیا ہے ۔ لیکن ناظرین یہ سنکر سخت حیران ہوں گے ۔ کہ یہ شخص نہ صرف بہت پرانا مسلمان بلکہ احمدی بھی ہے ۔ اور مدت سے سلسلہ احمدیہ کی کتابیں سیلون میں فروخت کرتا ۔ اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز کا باقاعدہ ایجنٹ ہے ۔ اس کا پتہ جو کہیں مولوی صدر الدین کو معلوم ہوگیا ۔ تو جھٹ اس نے اسکے اپنے ذریعہ مسلمان کرنے کا اعلان کر دیا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صدر الدین صاحب کو یہ بات ضرور معلوم تھی کہ یہ شخص پہلے کا مسلمان ہے ۔ یہی وجہ ہے ۔ کہ انہوں نے لکھا ہے کہ اس نے اپنا نام خود ہی جمال آلہی تجویز کر لیا ہے ۔ ایک ایسے شخص کی دیانتداری اور ایمان پر کسقدر افسوس ہے ۔ جو اپنے آپ کو ایک مبلغ اسلام کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے ۔ اور اسی کام کے لئے لوگوں سے ہزارہا روپیہ وصول کرکے اپنے مصرف میں لاتا ہے ۔ کیا اس واقعہ سے وہ لوگ جو اس تمام ارشن کی اس قسم کی فرضی اور جعلی کارگذاریوں کیوجہ سے دہوکہ میں آکر انہیں خادم اسلام اور مبلغ اسلام کہتے اور روپیہ سے مدد دیتے ہیں ۔ وہ نہیں سمجھیں گے ۔ کہ انکی کامیابی کی اصل حقیقت کیا ہے ۔ ہمنے انکی دہوکہ دہی کی یہ ایک تازہ مثال پیش کر دی ۔ ورنہ اسی قسم کی اور بہت سی فرضی کارروائیاں بھی ہیں ۔ جن کی نقاب کشائی کے لئے ہم تیار ہیں ۔ کیا مولوی صدر الدین صاحب معہ اپنے تمام ساتھیوں کے جرأت کرینگے ۔ اور بتلائینگے ۔ کہ انہوں نے مسٹر ڈی ۔ ل کے مسلمان ہونے کا غلط اعلان دنیا کو دہوکہ دینے کے لئے نہیں کیا ہرگز نہیں ۔ وہ حقیقت کو خوب جانتے ہیں ؛

ہم ناظرین کے اطمینان اور تسلی کے لئے ذیل میں مسٹر ڈی مل کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ایڈریس کا عکس شایع کرتے ہیں ۔ اور احمدی پبلک کو یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ دیکھو ایک شخص جو احمدی ہے اور عرصہ سے احمدی ہے ۔ لیکن مولوی صدر الدین اسکے مسلمان ہونے کا تو اعلان کرتا ہے ۔ لیکن اسبات کا ذرا بھی ذکر نہیں کرتا کہ اس شخص کو سلسلہ احمدیہ سے بھی کوئی تعلق ہے ۔ یا کچھ واقفیت رکھتا ہے ۔ کیا اس سے صاف معلوم نہیں ہوتا کہ یہ آئے دن کے مسلمان ہونے کے اعلان جنکی حقیقت کا یہ نمونہ موجود ہے ۔ صرف غیر احمدیوں کے خوش کرنے اور انکی جیبوں کو خالی کرنے کے لئے ہوتے ہیں کچھ اور کاش ایسے لوگ جو اشاعت اسلام کے کام میں بھی دیانتداری سے کام نہیں لیتے ۔ اشاعت اسلام کی ٹٹی میں شکار نہ کھیلتے تا دوسرے مبلغین اسلام کے راستہ میں کانٹے نہ بوتے ۔ اور اشاعت اسلام کے کام کو مشکل ترین نہ بنا دیتے ؛

مسٹر ڈی مل کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے الفاظ انگریزی کا عکس معہ ترجمہ مندرجہ ذیل ہے :۔

کولمبو ۔ ۲۱ نومبر ۱۹۱۶ء

جمال آلہی ۔ احمدی

Colombo, 21st November 1916.

M. Jamal Ilahi De Mel,
Ahmadi
32-1, Hospital Street,
Fort, Colombo.

دعوت الی الخیر

ماریشس میں احمدیت کی ترقی

وفات مسیح کے قائل بہت سے لوگ ہو گئے

جناب صوفی غلام محمد صاحب بی اے مبلغ اسلام اپنے تازہ مکتوب میں بضمن کوائف ماریشس رقمطراز ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے احمدیت کی صداقت لوگوں کے قلوب میں داخل ہو رہی ہے۔ وفات مسیح کے مسئلہ کو جو قبول احمدیت کی پہلی سیڑھی ہے۔ قریباً سب لوگ مان گئے ہیں اب کسی مولوی یا ملاں میں اتنی ہمت نہیں کہ ہمارے دلائل حقہ کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہو سکے۔ سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب بما اشرکوا باللہ ما لم ینزل بہ سلطاناً کا نظارہ اپنی آنکھوں کے سامنے پھر رہا ہے۔ اس ہفتہ عشرہ میں واقعات نے عجیب پلٹا کھایا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے بڑی کامیابی عطا کی ہے۔

جامع مسجد میں باجماعت نماز

قبل ازیں جناب صوفی صاحب اس بات کے متعلق اطلاع دے چکے تھے۔ کہ جس مکان میں احمدی احباب نماز جمعہ ادا کیا کرتے تھے۔ وہ ناکافی ثابت ہو چکا ہے۔ اس لئے اب جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے کی تجویز ہے۔ چنانچہ مسجد میں اسطرح نماز جمعہ پڑھنی شروع کی گئی۔ کہ غیر احمدی جب نماز پڑھ چکتے۔ تو بعدہٗ احمدی احباب پڑھ لیتے۔ گو اسطرح احمدی احباب کو مجبوراً پچھلے وقت میں نماز ادا کرنے کا موقعہ ملتا۔ لیکن خدائے تعالیٰ نے اس طریق کو بھی بہت مفید ثابت کیا۔ اور وہ اسطرح کہ غیر احمدی بھی خطبہ جمعہ سننے کے لئے بیٹھے رہتے۔ صوفی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ہم نے تین جمعے اسطرح پڑھے۔ اور عشاء کی نماز تو ۱۰ فروری ۱۹۱۶ء سے ہر روز باجماعت مسجد میں ادا کی جاتی تھی۔ کیونکہ اول تو جس مکان میں نماز پڑھی جاتی تھی۔ وہ ناکافی ہوتا۔ دوسرے اکثر جہلا نے یہ مشہور کر رکھا تھا۔ کہ احمدی لوگ مسجد میں نماز پڑھنا اچھا نہیں سمجھتے۔ اس طرح ان کی افواہ کی بھی تردید ہو گئی لیکن پھر ان لوگوں نے مسجد میں نماز پڑھنے سے روکنے کی کوشش شروع کر دی۔ متولی مسجد کے پاس گئے۔ چنانچہ اس نے یہ جواب دیا۔ کہ میں انہیں نماز پڑھنے سے نہ شرعاً روک سکتا ہوں۔ اور نہ قانوناً۔ پھر انہوں نے دوسرے مولویوں سے فتوے پوچھا۔ وہاں سے بھی انہیں یہی جواب ملا۔ کہ تم انہیں مسجد سے نماز پڑھنے سے نہیں روک سکتے۔ آخر وہ ناکام ہو کر بیٹھ گئے

دعوت روحانی و جسمانی

۲۶ فروری کو غیر احمدیوں کو ایک بڑی دعوت دی گئی۔ جسمیں قریباً تین سو آدمیوں کو کھانا کھلایا گیا اس مجمع میں جناب صوفی صاحب نے پورے چار گھنٹے میں درس قرآن کریم اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی لائف اور حضرت مسیح موعود کی صداقت اور وفات مسیح پر مفصل تقریر کی۔ عوام پر اس کا ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ اس سے بھی زیادہ لوگوں کو جمع کر کے روزہل کی جامع مسجد میں تقریر ہو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور نہایت کامیابی کے ساتھ تبلیغ کی گئی۔

خطبہ نکاح

۴ مارچ کو جناب صوفی صاحب نے ایک نکاح کا خطبہ پڑھا۔ سامعین کے لئے یہ ایک بالکل نئی اور عجیب بات تھی۔ خطبہ اُردو زبان میں اور مناسب حال پڑھا گیا۔ کیونکہ انہیں عربی میں مقررہ خطبہ سنائے جاتے تھے جنکا وہ بالکل مطلب نہیں سمجھ سکتے تھے۔ کبھی اسطرح کا خطبہ سننے کا اتفاق نہ ہوا تھا جسمیں مرد و عورت کے تعلقات اور حقوق کو بتایا گیا۔

غیر احمدیوں کی طرف سے کھانے کی دعوت

ابتدا میں غیر احمدی لوگوں نے مخالفت کی وجہ سے یہ تجویز کی تھی کہ اپنی دعوت میں کبھی احمدی کو نہ بلایا جائے۔ اور ان سے اس قسم کے تعلقات بالکل منقطع کر دئے جائیں۔ لیکن اب حالات نے پلٹا کھایا ہے کہ وہ احمدیوں کو بڑے اصرار سے اپنے ہاں بلاتے ہیں۔ لیکن کوئی احمدی اسوقت تک ان کے ہاں نہیں جاتا۔ جب تک کہ وہاں جناب صوفی صاحب کو بھی مدعو نہ کیا جاوے۔ اور جب صوفی صاحب وہاں جاتے ہیں تو تبلیغ کا کوئی نہ کوئی پہلو نکل آتا ہے۔ ۱۲ مارچ کو ایک دعوت میں سلسلہ کے ایک مشہور مخالف منصور دلال سے صوفی صاحب کی وفات مسیح پر گفتگو ہوئی۔ جب دلائل کے رو سے بالکل لاجواب ہو گیا تو کہنے لگا کہ لفظ توفی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو بے شک موت کے معنوں میں آیا ہے لیکن حضرت عیسیٰ کے لئے آسمان پر چلے جانے کی خبر دیتا ہے۔ سامعین اسکے تعصب اور ہٹ دھرمی کو خوب محسوس کر رہے تھے۔ آخر اس نے کہہ دیا کہ آپ کے پیش کردہ معنوں کے رو سے بیشک وفات مسیح ثابت ہوتی ہے۔ مگر ہمارے علماء اور مفسرین کے خلاف کہتے ہیں۔ گویا حیات مسیح کا عقیدہ آیات قرآنی پر نہیں بلکہ علماء اور مفسرین کے اقوال پر ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ کے متعلق احادیث میں جو ذکر ہے اسکو پیش کیا جو اسے اچھی طرح سمجھایا گیا اور وہ شکریہ ادا کر کے رخصت ہوا۔

حالات نے کیونکر پلٹا کھایا

اسکے بعد جناب صوفی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ جب میں دورہ کے لئے روزہل سے باہر تبلیغ کے لئے گیا تو احباب کو کہہ گیا تھا کہ وہ بدستور عشاء کی نماز مسجد میں غیر احمدیوں سے الگ ادا کرتے رہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پہلے دن اس مسجد کے متولی جو حاجی بھی ہیں انہوں نے عشاء کی نماز پڑھائی۔ اور کسی احمدی نے انکے پیچھے نماز نہ پڑھی۔ اس سے وہ بہت رنجیدہ خاطر ہوئے۔ کیونکہ ہمارے احباب احمدی ہونے سے پہلے انہیں کے پیچھے پڑھا کرتے تھے۔ دوسرے انکو اس لئے رنج ہوا کہ وہ صوفی صاحب کے اپنے پیچھے نماز نہ پڑھنے سے اسطرح دل کو تسلی دے لیا کرتے تھے کہ یہ بڑے عالم۔ فاضل ہیں۔ لیکن جب دوسرے احمدیوں نے جنہیں وہ علم کے لحاظ سے اپنے سے کمتر سمجھتے تھے انکے پیچھے نماز نہ پڑھی۔ تو انہیں بہت تکلیف ہوئی۔ ایک احمدی بھائی سے جن کا نام عبداللہ ہے کہنے لگے کہ کیا ہم تم سے بھی برے ہو گئے ہیں کہ تم ہمارے پیچھے نماز نہیں پڑھتے انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے پیچھے ہماری نماز نہیں ہو سکتی کیونکہ ہم نے قرآن اور حدیث کے رو سے حضرت مسیح موعود کو مانا ہے اور تم نے قرآن اور حدیث سے انکار کیا ہے۔ چنانچہ بخاری

ہے۔ کہ جو مسیح موعود کو مانیگا۔ وہ اسکے نہ ماننے والوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھے گا۔ حاجی صاحب نے کہا۔ کیا میں نے مولوی صاحب (جناب صوفی صاحب) کو کہلا نہیں بھیجا۔ کہ مسیح موعود کو مانتا ہوں۔ اور حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود یقین کرتا ہوں۔ میاں عبداللہ صاحب نے کہا کہ میں اس بات کا کوئی علم نہ تھا۔ اگر آپ یہ عقیدہ رکھتے ہیں تو ہم بڑی خوشی سے آپکے پیچھے نماز پڑھ لینے کے لئے تیار ہیں۔ حاجی صاحب نے یہی کہا کہ امام مسجد صاحب کا بھی اب یہی عقیدہ ہے ۔

جامع مسجد کے متولی و امام مسجد کی بیعت

صوفی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ جب میں دو دن کے بعد واپس روز ہل پہنچا۔ تو ۱۳ مارچ کی رات کو قریبًا بیس آدمیوں کے سامنے انہوں نے امام مسجد صاحب سے اقرار کرایا۔ کہ وفات مسیح مانتا ہوں۔ اور حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود سمجھتا ہوں۔ اس دن سے جناب صوفی صاحب کو اس مسجد کا امام بنا دیا گیا ہے۔ اور روز ہل کے تمام نمازی خواہ احمدی ہوں یا غیر احمدی جناب صوفی صاحب کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں۔ ۱۷ مارچ کی نماز جمعہ میں جو متولی مسجد یعنی جناب حاجی صاحب کے کہنے پر جناب صوفی صاحب نے پڑھائی ستر کے قریب مقتدی تھے۔ اب سخت سے سخت مخالف بھی صوفی صاحب کی اقتداء میں نماز ادا کرتے۔ اور درس قرآن شریف میں شامل ہوتے ہیں اور زبان سے ہمارے سب دعاوی کو تسلیم کرتے ہیں۔ گو ابھی انہوں نے بیعت نہیں کی۔ فی الحال مندرجہ ذیل اصحاب داخل سلسلہ ہوتے ہیں ۔

(۱) حاجی ابراہیم سلیمان اچھا (۲) امام مسجد میاں احمد امام مسجد روز ہل (۳) رمضان بن ولی محمد (۴) ابراہیم موسیٰ کالا (۵) سبحان دوست سردار جماعت روز ہل (۶) ابراہیم السلام (۷) مریم اہلیہ غلام نبی (۸) بی بی بانو زوجہ اہلیہ عبداللطیف خاں جہانگیر۔ (۹) بی بی خاتون اہلیہ عبدالکریم جہانگیر (۱۰) حنفیہ اہلیہ محمد صدر علے۔ (۱۱) اہلیہ عبدالرحیم (۱۲) علیخان بن عبدالرحیم (۱۳) نظام خان بن عبدالرحیم (۱۴) محمد خان بن عبدالرحیم (۱۵) والدہ دوست محمد خان (۱۶) سکینہ اہلیہ یعقوب (۱۷) اہلیہ عثمان محمد (۱۸) عبدالمنات حبیب ۔

مسیح محمدی کو مسیح موسوی سے ایک لطیف مشابہت

جری اللہ فی حلل الانبیاء احمد نبی اللہ مسیح موعود علیہ التحیات والثناء (فداہ امی وابی) اپنے متبعین کو فرماتے ہیں کہ غیر احمدی کا جنازہ نہ پڑھو۔ غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ خواہ وہ تمہارا ماں باپ۔ بہن۔ بھائی۔ کتنا ہی حقیقی رشتہ دار ہو اسکو لڑکی نہ دو ۔

اناجیل کے مطالعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے متبعین کو غیروں کا جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا۔ بلکہ ان کے دفن کفن میں شریک ہونے سے بھی سخت منع فرمایا۔ جبکہ ان کے تجہیز و تکفین میں شامل ہونے سے اپنے شاگردوں کو سختی سے روکا۔ تو پھر ان کے ساتھ ملکر نماز وغیرہ ادا کرنے کی آپ کب اجازت دیتے ہونگے ہرگز ہرگز اجازت نہ دیتے ہونگے۔ جیسا کہ آپ اپنے ایک شاگرد کو فرماتے ہیں "ایک اور شاگرد نے اس (یسوع) سے کہا کہ اے خداوند! مجھے اجازت دے کہ پہلے جا کر اپنے باپ کو دفن کروں۔ یسوع نے اس سے کہا تو میرے پیچھے چل اور مردوں کو اپنے مردے دفن کرنے دے۔ متی ۸/۲۲۔ اور ایسا ہی لوقا ۹/۶۰۔ حضرت مسیح موسوی نے تو حضرت مسیح محمدی سے کہیں بڑھ کر سخت حکم اپنے شاگردوں کو دیا تھا۔ یہاں تک کہ دفن و کفن میں بھی شریک ہونے سے منع کر دیا۔ وہ بھی سگے باپ کا احمد نبی اللہ علیہ التحیات والثناء تو صرف نماز جنازہ میں ہی شامل ہونے سے منع فرمایا ہے باقی تجہیز و تکفین میں شریک ہونے سے منع نہیں فرمایا۔ لیکن حضرت مسیح ناصری نے تو "مردوں کو اپنے مردے دفن کرنے دے" اپنے منکروں کو "مردہ" کا خطاب دیکر فیصلہ ہی کر دیا ہے۔ لفظ "مردہ" محتاج تفسیر نہیں ہے۔ اگر احمد نبی اللہ نے اپنے منکرین کو۔ اپنے مکفرین اپنے مکذبین کو "مردہ" کافر کہدیا ہے۔ تو وہی باتیں کہی ہیں جو اس کا مثیل آج سے پہلے دو ہزار برس کہہ چکا ہے ۔

کاش پیغامی حضرات! حضرت یسوع کے اس شاگرد کے واقعہ سے عبرت حاصل کرتے۔ اور اپنے پیر و مرشد اقا نامدار کے احکام کی فرمانبرداری کرتے۔ اور غیر احمدیوں کے صلوٰۃ و جنازوں میں شریک نہ ہوتے۔ اور کافر اور مومن کے فیصلہ کیلئے ٹریکٹوں پر اپنا زر و اوقات خرچ کرنے سے باز رہتے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

مسٹر محمد علی صاحب ایم۔ اے کے چند ٹریکٹ میرے پاس پہنچے ہیں۔ جن کے مطالعہ سے حسن مندرجہ ذیل نتیجہ پر پہنچا ہے

پڑھا قول تیرا محمد علی ۔ ہے اس میں اندھیرا محمد علی
تعصب نے گھیرا محمد علی ۔ سر و قلب تیرا محمد علی

ذرا سوچ کر غور کہتا تو کیا ہے۔

حسن محمد خاں سمبڑیالی حال ایسر اردلی

نقشہ اجرت اشتہارات الفضل ہفتہ وار

مدت	صفحہ	کالم	½ کالم	⅓ کالم	¼ کالم
ایک سال	۳۰۰	۱۰۰	۵۵	۳۶	۳۰
نصف سال	۱۵۰	۵۳	۲۸	۲۰	۱۶
سہ ماہی	۸۰	۳۰	۱۶	۱۲	۱۰
ایک ماہ	۲۸	۱۲	۸	۵	۴
دو بارہ	۱۸	۹	۶	۴	۳
ایکبارہ	۱۱	۶	۴	۳	۲